



سوال

(227) رویت بلال کتنے فاصلہ پر معتبر ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

چاند دکا دیکھنا کتنے فاصلے تک معتبر ہے۔ جس میں شک نہ ہو؟ کیونکہ سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شاک کا روزہ رکھتا ہے وہ میرا فرمان ہے۔ اس لیے آپ وہ صورت بیان فرمائیں جس میں یقین ہو، شبہ نہ ہو۔ (سائل) (۱۳ جنوری ۱۹۹۵)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

باعتبار مسافت لوگوں کے مختلف اقوال ہیں۔ ۲۸-۲۹-۳۰ میل۔ صحیح بات یہ ہے۔ طے شدہ مسافت یا میلوں کے حساب سے چاند کی رویت کا اعتبار کرنا کتاب و سنت سے ثابت نہیں۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

”مَنْ مَرَّ بِالرَّوَيْتِ وَأَفْطَرَ الرَّوَيْتِ وَافْتَضَرَ الرَّوَيْتِ... الخ، رقم: ۱۹۰۹، صحیح مسلم، رقم: ۱۰۸۱“

”چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور دیکھ کر افطار کرو۔“

دوسری روایت میں ہے کہ چاند اگر پوشیدہ رہے یعنی بادل یا غبار کی وجہ سے نظر نہ آسکے تو پھر شعبان کی گنتی تیس روز پورے کر لو۔ اس حدیث کا مضموم یہ نہیں کہ سب کا دیکھنا ضروری ہے بلکہ اعرابی کے قصہ کے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بعض کا دیکھنا ہی کافی ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے، مقامی لوگوں کی رویت ضروری نہیں بلکہ بیرونی اندرون ملک رویت بھی کافی ہو سکتی ہے غالباً اس بناء پر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے معاویہ کی شامی رویت کو ناقابل اعتبار سمجھا ہے جب کہ مطلع کے حساب سے مدینہ اور دمشق کا بہت کم فرق ہے، امام شوکانی نے ”نبیل الاوطار“ میں اس بات کو ترجیح دی ہے۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا ممکن ہے کہ اندرون ملک شہادتوں پر اعتماد کر کے روزہ رکھنا شکی روزہ نہ ہوگا۔ رہا سرحدوں کا معاملہ تو بسبب قرب کے وہ ایک ہی شمار ہوگا۔ جب کہ مقام دوسرے مقام سے لٹنے بعد میں واقع ہو کہ رویت بلال میں فرق پڑ سکتا ہو، ایسی صورت میں ایک جگہ کی رویت دوسری جگہ قابل اعتبار نہ ہوگی۔ دراصل اس امر کی بنیاد مدار شمس و قمر پر ہے۔ اسی بناء پر بعض ایک دوسرے سے دور دو شہروں میں مطلع کا فرق کم ہوتا ہے اور قریبی میں زیادہ اہل علم نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ اہل مشرق کی رویت اہل مغرب کے لیے معتبر ہے جب کہ اس کا معکوس، ناقابل اعتبار ہے۔ بطور مثال دو جگہوں میں سے ایک مشرق میں ہے، دوسرا مغرب میں۔ دونوں زوال کے وقت فوت ہوتے ہیں۔ اندر میں صورت مغربی، مشرقی کا وارث ہوگا اس لیے کہ اس کے علاقہ کا زوال بعد میں ہوا ہے۔ اسی طرح یہ بھی بدیہی امر ہے کہ مکہ اور مدینہ اور یہاں کے اعتبار سے نمازوں کے اوقات، ایام حج، عید الفطر اور عید الاضحیٰ کا تفاوت اسی فرق پر مبنی ہے۔



میری ناقص رائے میں مطلع کے فرق میں اگر قریب دو نمازوں مثلاً ظہر، عصر، اور مغرب کے اوقات کا لحاظ کر کے مطلع کا فرق کر لیا جائے تو اُمی امت کے لیے نسب اور قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کیونکہ نمازوں کے وقتوں کی بناء اختلاف مطلع پر ہے۔

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

جلد: 3، کتاب الصوم: صفحہ: 229

محدث فتویٰ